مرزا قادیانی کی کذب بیانی

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی من لا نبی بعدہ

امام المناظرین ، رئیس المصنفین ، آفتابِ اھل سنت ، حضور فیض ملت ، مفسراعظم پاکستان

خلیفۂ مفتی اعظم ھند، پیر طریقت رھبر شریعت

حضرت علامہ الحاج الحافظ پیر مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللّٰہ علیہ

امــا بـعـد ! ختم نبوت کا عقیدہ نص قطعی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا مدعی اور خارج از اسلام اور واجب القتل ہے۔ اس عقیدہ سے مرتد اور مدعی نبوت اسلام کے لئے سب سے پہلے علَم جہاد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند فرمایا اور ختم نبوت کی تحقیق پر قلم اُٹھانا بھی قلمی جہاد ہے۔ سابقہ ادوار میں درجنوں مدعیانِ نبوت کے لئے قلم کا جہاد جاری ہے۔ سیفی جہاد کی طرح قلمی جہاد بھی تا قیامت جاری رہے گا۔ ہمارے دور میں قلمی جہاد سب سے زیادہ امام اہل سنت، شیخ الاسلام والمسلمین، مجدد زماں شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ نے فرمایا درجنوں تصانیف وفتاویٰ آپ کے قلمی جہاد میں یادگار و مشہور ہیں۔

سیدی امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ نے جہاں وہابی دیوبندی فرقہ سے قلمی جہاد فرمایا وہاں مرزا قادیانی کے مذہب کی بیخ کنی فرمائی۔ چند نمونے حاضر ہیں

حسام الحرمین : سنہ ۱۳۲۴ھ میں امام احمد رضا بریلوی نے ایک استفتاء مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ کے علماءِ اہل سنت کی خدمت میں بھجوایا جس میں چند عبارات کے بارے میں سوال تھا کہ یہ کفریہ ہیں یا نہیں اور ان کے قائل پر بحکم شریعت کفر کا حکم ہے یا نہیں؟ ان سرفہرست مرزائیوں کا ذکر تھا۔ اس استفتاء کے جواب میں حرمین شریفین کے علماء نے بالاتفاق مرزائیوں اور مرزائی نوازوں کی تکفیر کی۔

اس کے علاوہ امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے عقیدۂ ختم نبوت اور ردِ مرزائیت میں مستقل رسائل بھی قلمبند فرمائے۔

جزاء اللہ عدوہ:۔ اس تصنیف لطیف کا خود حضرت مصنف قدس سرہ کی زبانی سنیئے فرماتے ہیں

''اللہ و رسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی۔ شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید کہیں نہ لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا۔ متواتر حدیثوں میں اس کا بیان کیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اب تک تمام امت مرحومہ نے اس معنی ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی تام پر اجماع کیا (کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اسی بناء پر سلفاً

وخلفاً ائمہ مذاہب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا۔ کتب احادیث وتفسیر وعقائد وفقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہے۔

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے اپنی کتاب "جزاء اللّٰہ عدوہ باباۂ ختم النبوہ" ۱۳۱۷ھ (دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزاء) میں اس کا مطلب ایمانی پر صحاح سنن ومسانید ومعاجیم وجوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر منکر پر ارشاداتِ ائمہ وعلمائے قدیم وحدیث وکتب عقائد واصول فقہ وحدیث سے تیس نصوص ذکر کئے۔ وللہ الحمد

المبین ختم النبیین (حضور کے خاتم النبیین ہونے کے واضح دلائل):۔ ۱۳۲۶ھ میں بہار شریف سے مولانا ابوالطاہر نبی بخش نے ایک استفتاء بھیجا جس میں دریافت کیا گیا کہ بعض لوگ "خاتم النبیین" میں الف لام عہد خارجی قرار دیتے ہیں (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بعض انبیاء کے خاتم ہیں) اور بعض اُسے استغراقی قرار دیتے ہیں (اب مطلب یہ ہوگا کہ آپ تمام انبیاء کے خاتم ہیں) ان میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

امام احمد رضا بریلوی نے اس کے جواب میں ایک مختصر رسالہ تحریر فرمادیا۔ فرماتے ہیں "جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں امت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص"

پھر خاتم النبیین میں تاویل کی راہ کھولنے والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں "آج کل قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم شریعت جدیدہ مراد ہے اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی اسی شریعت مطہرہ کا مروج وتابع ہوکر آئے کچھ حرج نہیں" اور وہ خبیث اس سے اپنی نبوت جمانا چاہتا ہے۔

قہرالدیان علی مرتد بقادیان:۔ یہ رسالہ بھی امام احمد رضا بریلوی کے رشحاتِ قلم سے ہے اس میں ختم نبوت کے منکر، کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن، جھوٹے مسیح، مرزائے قادیانی کے شیطانی الہاموں کا رد کرکے عظمت اسلام کو اجاگر کیا ہے۔

السوء والعقاب (جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب): ۱۳۲۰ھ میں امرتسر سے مولانا محمد عبدالغنی نے ایک استفتاء بھیجا سوال یہ تھا کہ ایک مسلمان نے ایک مسلمہ عورت سے نکاح کیا عرصہ تک باہمی معاشرت رہی۔ پھر مرد مرزائی ہوگیا تو کیا اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے نکل گئی ہے؟ ساتھ کے امرتسر کے متعدد علماء کے جوابات منسلک تھے۔ امام احمد رضا خاں بریلوی نے اس کے جواب میں ایک رسالہ "السوء والعقاب علی المسیح الکذاب" (جھوٹے مسیح پر وبال اور

عذاب) قلمبند فرمایا جس میں دس وجہ سے مرزائے قادیانی کا کفر بیان کر کے فتاویٰ ظہیریہ، طریقۂ محمدیہ، حدیقہ ندیہ، برجندی شرح نقایہ اور فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں "یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اوران کے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں"

پھر سوال کا جواب ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں "شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے۔ اب اگر بغیر اسلام لائے اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ بغیر نکاح جدید کئے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو اور جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو۔ یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر و سائر ہیں"

الجراز الدیانی :۔ یہ رسالہ امام احمد رضا بریلوی کی آخری تصنیف ہے۔ پیلی بھیت سے شاہ میر خاں قادری نے ۳ محرم ۱۳۴۰ھ کو ایک استفتاء بھیجا جس کے جواب میں آپ نے یہ رسالہ "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" (قادیانی مرتد پر خدائی شمشیر براں) سپردِ قلم فرمایا۔ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو آپ کا وصال ہوگیا۔

سائل نے ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی تھی جس سے قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں اور پوچھا تھا کہ اس استدلال کا جواب کیا ہے؟

امام احمد رضا بریلوی نے پہلے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے سات فائدے بیان کئے جن میں واضح کیا کہ مرزائی حیاتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مسئلہ کیوں اُٹھاتے ہیں؟ دراصل مرزا کے ظاہر و باہر کفریات پر پردہ ڈالنے کے لئے ایک ایسے مسئلے میں الجھتے ہیں جس میں اختلاف آسان ہے پھر بھی یہ مسئلہ ان کے لئے مفید نہیں۔ پھر سات وجہ سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں بن سکتی اور حدیث کو دلیل بنانے کے دو جواب دیئے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے ۱۳۱۵ھ میں ایک سوال کے جواب میں ایک کتاب "الصارم الربانی" تصنیف فرمائی جس میں مسئلہ حیاتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تفصیل سے بیان کیا اور مرزا کے مثیلِ مسیح ہونے کا زبردست رد کیا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں "اس ادعائے کاذب (مرزا کے مثلِ مسیح ہونے) کی نسبت سہارن پور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب ولد اعز فاضلِ نوجوان مولوی حامد رضا خاں محمد حفظہ اللہ نے لکھا اور بنام تاریخی "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" مسمیٰ کیا۔ یہ رسالہ حامی سنن، ماحی فتن، ندوۃ شکن، ندوی افگن قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی، صین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنفیہ میں کہ عظیم آباد (پٹنہ) سے ماہوار شائع ہوتا ہے طبع فرمادیا۔

بحمد للہ اس شہر میں مرزا کا فتنہ نہ آیا اور اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کبھی نہ لائے۔ (السوء والعقاب صفحہ ۶،۵)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے بعد امام طریقت حضرت علامہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی نہ صرف قلمی جہاد بلکہ عملی طور پر مرزا قادیانی کو بار بار مناظرہ کے چیلنجوں اور اس کے دعاوی باطلہ کو نقد شکستیں دیں۔ اس طرح حضرت امیر ملت محدث علی پوری، سید پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف مرزا قادیانی کو علمی، عملی جہاد سے ذلیل وخوار کیا بلکہ مرزائیت کو زندہ درگور کر کے چھوڑا۔ ان حضرات کی طرح بے شمار علماء ومشائخ نے مرزا قادیانی کے ساتھ مقابلے، معارضے اور مناظرے کئے۔ یہ ایک ضخیم تصنیف کی متقضی ہے۔ اپنے اکابر و اسلاف کے نقش قدم پر متعدد احباب علماء ومشائخ گامزن ہیں۔

تاریخ قادیان:۔ غلام مرزا احمد قادیانی قادیان کا باشی تھا اس کی مختصر تاریخ حاضر ہے۔

قادیان کا اصلی نام اسلام پور قاضیاں تھا جسے ابتدائی دور میں لوگ اسلام پور قاضیاں کی بجائے صرف قاضیاں کہتے تھے اور بعد میں قاضیاں سے بگڑتے بگڑتے قادیان بن گیا کیونکہ عام طور پر تلفظ عربی میں ''ض'' کو ''د'' کے تلفظ سے ادا کیا جاتا تھا۔ اس بات کی تصدیق خود مرزا نے بھی کی ہے۔

''ہمارے مورثِ اعلیٰ بابر بادشاہ کے زمانہ میں پنجاب میں وارد ہوئے اور ایک گاؤں آباد کیا جس کا نام اسلام پور قاضیاں ماجھی رکھا'' (ازالہ اوہام جلد اول صفحہ ۵۴)

قادیان کے اردگرد سکھوں کے کثرت سے دیہات تھے۔ قادیان کا ایک محلّہ جس میں مرزا صاحب خود آباد تھے ان مکانوں کے ملحق سکھوں کا گردوارہ تھا جہاں صبح وشام ڈھولکیاں اور چھچے بجتے رہتے تھے۔ ان مکانوں کے مغربی جانب ایک مسجد تیار کرلی گئی جو مرزا صاحب کے آباؤ اجداد نے قادیان کے مسلمانوں کے خرچہ سے تیار کی۔ اُس وقت مرزا صاحب کا کوئی دعویٰ کسی قسم کا نہ تھا اس مسجد کو بڑی مسجد کہتے تھے بعد میں مرزا صاحب کے دعویٰ کے بعد اس کا نام انہوں نے مسجد اقصیٰ رکھا اور جبری طور پر اس پر تسلط قائم کرلیا۔

اس مسجد کے شمال مغربی جانب ہندوؤں کا چوک بازار میں مندر تھا جو ستائن دھرمی کہلاتا تھا یہاں سے مغرب کو جانے والا بازار چھوٹا بازار کہلاتا تھا جس کے اختتام پر اڈا تانگہ تھا جس کے ساتھ ہندوؤں کے دو مندر اور سکھوں کا ایک گردوارہ تھا جو گردوارہ رام گڑھ کہلاتا تھا اور ساتھ ہی ہندوؤں کے آریہ سماج فرقہ کا اسکول تھا۔ یہ پرائمری اسکول تھا اس اسکول سے باہر ہندوؤں کا ایک ہائی اسکول تھا ہائی اسکول کے شمال مشرق میں مرزائیوں کا ہائی اسکول تھا جس کو ٹی، آئی، ہائی اسکول (تعلیم اسلام ہائی اسکول) کہتے تھے۔ اس کے علاوہ مرزائیوں کا عربی اسکول تھا جس کو احمد یہ اسکول کہتے۔ مسجد اقصیٰ کے مشرق

جانب جو محلّہ آباد کیا گیا جس کا نام دارالانوار رکھا گیا جس میں چوہدری سر ظفر اللہ خاں کی کوٹھی اور مرزا ناصر احمد ایم۔اے خلیفہ ثلالث کی شاندار کوٹھی تھی اور دیگر سرکردہ مرزائیوں کی کوٹھیاں تھیں مثلاً زین العابدین ولی اللہ شاہ کی کوٹھی تھی جو مرزائی جماعت کا ناظم امور عامہ (وزیر داخلہ) تھا۔ان کوٹھیوں کے قریب سکھوں کا ایک متبرک مقام تھا جس کو بوڑھی صاحب کہتے تھے یہ ایک بڑ کا مادہ درخت تھا جہاں سکھوں نے اپنا گردوارہ بنا رکھا تھا۔قادیان کے جنوبی حصہ کا نام محلّہ ارائیاں تھا جس میں اہل سنت و جماعت کی بڑی مسجد تھی جس کو مسجد ارائیاں کہتے تھے۔

اس کے علاوہ اہل سنت کی ایک اور مسجد تھی جس کو مسجد شیخاں کہتے تھے اس مسجد کے اردگرد خواجہ شیخ اور کشمیری آباد تھے جنھوں نے تبلیغی طور پر مرزائیوں کا پوری قوت سے مقابلہ کیا۔محلّہ ارائیاں میں ایک خدارسیدہ بزرگ رہتے تھے جن کا اسم گرامی پیر سید شاہ چراغ شاہ صاحب تھا جن کا باغ مرزائیوں کے بہشتی مقبرہ کے ساتھ تھا جو قادیان کے علاوہ ضلع بھر میں مشہور تھا اور ضلع سیالکوٹ میں بھی اکثر ان کے مرید آباد تھے۔

مرزائیوں کے بہشتی مقبرہ کے جانب مغرب مرزا غلام احمد متبنی قادیان کے تایازاد بھائی مرزا کمال الدین کا تکیہ تھا جہاں ہر سال میلہ لگتا تھا۔میلہ میں قوالیاں ہوتی تھیں۔ مرزا کمال الدین کے متعلق مشہور ہے کہ انہوں نے اپنا عضو تناسل کٹوا دیا تھا اور پیروں فقیروں کے قائل ہو گئے تھے۔

اس تکیہ کے شمالی جانب مرزا غلام احمد کے دوسرے تایازاد بھائی مرزا کمال الدین کا برادرِ حقیقی مرزا امام الدین خاکروبوں کا پیر بن گیا تھا اور خاکروب طبقہ بالمیک اور لال بیگی مرزا امام الدین کا مرید بن گیا تھا اور ان کا میلہ لگتا تھا جس میں علاقہ کے بالمیکی اور لال بیگی اکٹھے ہوتے تھے اور راس دھاریئے جمع ہوتے اور باجے بجاتے، ناچتے کودتے گاتے تھے۔

ربِ قادیان :۔مرزا غلام احمد متبنی قادیان کے مکان کے ساتھ ہندوؤں کا مکان تھا جو برہمن فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ان میں پنڈت گنج لعل شرما نند برہمچاری تھے جو ربِ قادیان کہلاتے تھے۔ان کے ہاتھ میں ایک عصا ہوتا تھا جس پر ایک ٹین کا پنجہ ہوتا تھا جس پر رب قادیان لکھا ہوا تھا۔

وہ مرزائیوں کی کتب اور لٹریچر کا ماہر تھا، ایک ٹانگ سے لنگڑا تھا، فن تقریر میں ید طولیٰ رکھتا تھا، وہ ایک دل کا لیڈر تھا، وہ اس کے رضا کار انگنی دل کہلاتے تھے اور زندہ باد کے بجائے ان کا نعرہ ہوتا تھا انگنی میٹرے امر رہے، ربِ قادیان امر رہے (زندہ باد) یہ شخص کہتا تھا کہ میں صرف مرزائیوں کا خدا ہوں مسلمانوں کا رب العالمین نہیں ہوں۔ وہ دلیل دیتا تھا کہ مرزا غلام احمد نے کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے آپ کو رودر گوپال کہلوایا ہے جس سے ہمارے مذہب کی دل آزاری ہوتی ہے اس لئے میں ربِ قادیان کہلاؤں تو مرزائی کیوں بُرا منائیں؟

مرزا غلام احمد کا ایک الہام ہے "خدا مینارے کے مشرقی جانب ہوگا" میرا مکان مینارے کے مشرقی جانب ہے۔
مرزا غلام احمد کا الہام ہے "رب لنگڑاتا ہوا آیا" میں بھی لنگڑا ہوں۔ غرض یہ کہ مرزائیوں کی اس سے مقدمہ بازی بھی ہوئی تو اُس نے اس وقت کی انگریزی حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرزا غلام کی کتاب ضبط کرلی جائے جس میں لکھا ہے کہ "ہندوؤں کا پرمیشر ناف سے دس ہے"
بعدازاں ربِ قادیان کے خلاف مقدمہ واپس لے لیا گیا۔ مرزائیوں نے اس شخص کو پونڈرو کہنا شروع کردیا تو اس نے خلیفہ قادیان کو بھی پونڈرو، پونڈرو کہنا شروع کردیا (پونڈرو ہندی لفظ ہے جس کے معنی ہیں دم کے ساتھ لنکا کو آگ لگانے والا) غرض یہ کہ فریقین کی باہمی نوک جھوک رہتی تھی۔

آتمانند المسیح:۔ ربِ قادیان کا ایک ساتھی بٹالہ میں رہتا تھا جو مسیح ہونے کا دعویدار تھا۔ اس کی بھی مرزائیوں سے نوک جھوک رہتی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کرشن اوتار کا دعویٰ کر کے ان کے مذہب کی توہین ودل آزاری کی ہے۔ یہ دونوں مل کر قادیان کے ہندوؤں کے محلہ میں میلہ کرواتے جس کو رَب دا میلہ کہتے تھے۔ دونوں ہی مرزائیوں کی اخلاقی حالت سدھارنے کے دعویدار تھے۔

جمعے دا آٹا:۔ مرزائیوں کے بہشتی مقبرہ کے قریب مشرقی جانب ایک محلہ تھا جس کا نام محلہ دارالضفاء (DARUL-ZUFA) تھا جس میں مرزائیوں کے یتیم لڑکے رہتے تھے۔ ان کی ڈیوٹی جمعہ کے دن باہر دیہات میں جانا اور مرزائیوں کے لنگر خانہ کے لئے مرزائی گھروں سے چندہ اور آٹا مانگنا ہوتا تھا وہ عام طور پر آواز لگاتے تھے "جمعے کا آٹا" اور مٹھی مٹھی بھر آٹا ہر مرزائی گھر سے اکٹھا کر کے لاتے تھے اور لنگر خانہ میں دیا کرتے تھے۔ اس محلہ کے جانب جنوبی مرزائیوں کا وہ قبرستان تھا جس میں غیر وصیتی اور غیر بہشتی دفن ہوتے تھے۔ اس قبرستان میں تھور کے درخت اور کیکر کے درخت اور دھریک کے درخت تھے جبکہ بہشتی مقبرہ میں آموں، انار، امرود، مٹھے، مالٹوں اور گلٹر کے درخت تھے اور گلاب اور کلیوں کے پودے تھے۔ رات کو اس باغیچہ میں ایک پٹھان چوکیدار مقرر تھا جس کا نام ملنگ پٹھان تھا جو بہشتی مقبرہ کا پہرہ دیتا تھا۔

دس مدعیانِ نبی ومہدی:۔ قادیان میں دس بارہ افراد ایسے تھے جو نبوت مہدی مسیح ہونے کے دعویدار تھے یہ سب تقریباً تقریباً مرزائی تھے جن میں سے اکثر کا خلیفہ قادیان مرزا محمود کے حکم سے بائیکاٹ کیا گیا تھا اور مقاطعہ کیا گیا تھا جس کے معنی حقہ پانی بند، بول چال بند، لین دین بند، قطع کلام۔ ان میں زیادہ مشہور احمد نور کا ملی، اللہ کا رسول مہر الدین قلعی گر مدعی نبوت محمد خان جنیدی (ریاست جنید کا رہنے والا) رحیم بخش ادجلوی تھے مگر ان سب سے مرزا غلام احمد قادیانی بازی لے گیا لیکن اہل فہم غور فرمائیں تو یقین ہوگا کہ یقیناً غلام احمد قادیانی پاگلوں کا سردار ہے۔

اس کی وحی کی کیفیت بھی عجیب وغریب ہے کبھی تو بامعنی شیطانی گفتگو کرتا ہے تو کبھی بے معنی اور کبھی ایسی باتیں ظاہر کرتا ہے کہ انہیں زٹلیات کے سوا اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ چند نمونے حاضر ہیں

بامعنی الہام یا وحی :۔ قادیانی یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں نہایت بیباکی کے ساتھ گستاخیاں کیں خصوصاً حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ صدیقہ مریم کی شانِ جلیل میں تو وہ بیہودہ کلمات استعمال کیے جن کے ذکر سے مسلمانوں کے دل ہل جاتے ہیں مگر ضرورتِ زمانہ مجبور کررہی ہے کہ لوگوں کے سامنے ان میں سے چند بطورِ نمونہ ذکر کیے جائیں۔ خود مدعی نبوت بننا کافر ہونے اور ابدالآباد جہنم میں رہنے کے لئے کافی تھا کہ قرآن مجید کا انکار اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہ ماننا ہے مگر اس نے اتنی ہی بات پر اکتفا نہ کیا بلکہ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب وتوہین کا وبال بھی اپنے سر لیا اور یہ صدہا کفر کا مجموعہ ہے کہ ہر نبی کی تکذیب مستقلاً کفر ہے اگرچہ باقی انبیاء و دیگر ضروریات کا قائل بنتا ہو بلکہ کسی ایک نبی کی تکذیب سب کی تکذیب ہے چنانچہ آیۃ "كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ" (پارہ ۱۹، سورۃ الشعراء، آیت ۱۰۵) "نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا" وغیرہ اس کی شاہد ہیں اور اس نے تو صدہا کی تکذیب کی اور اپنے کو نبی سے بہتر بتایا ایسے شخص اور اس کے متبعین کے کافر ہونے میں مسلمان کو ہرگز شک نہیں ہوسکتا بلکہ ایسے کی تکفیر میں اس کے اقوال پر مطلع ہوکر جو شک کرے وہ خود کافر۔ اب اس کے اقوال سنیئے

ازالۂ اوہام صفحہ ۵۳۳ "خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی"

انجام آتھم صفحہ ۵۲ "اے احمد تیرا نام پورا ہوجائے گا قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو"

صفحہ ۵۵ میں ہے "تجھے خوشخبری ہو اے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں جو آیتیں تھیں انہیں اپنے اوپر جمالیا۔

انجام صفحہ ۷۸ میں کہتا ہے "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (پارہ ۱۷، سورۃ الانبیاء، آیت ۱۰۷) "تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے روانہ کیا۔ نیز آیۃ کریمہ "وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط" (پارہ ۲۸، سورۃ الصف، آیت ۶) سے اپنی ذات مراد لیتا ہے۔

دافع البلا صفحہ ۶ میں ہے مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انت منی بمنزلة اولادی انت منی وانا منک" یعنی اے غلام احمد تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں۔

ازالۂ اوہام صفحہ ۶۸۸ میں ہے "حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام و وحی غلط نکلی تھیں"

صفحہ ۸ میں ہے "حضرت موسیٰ کی پیشن گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئیں جس صورت پر حضرت موسیٰ نے اپنے دل میں امید باندھی تھی"

غایت مافی الباب یہ ہے کہ "حضرتِ مسیح کی پیشگوئیاں زیادہ غلط نکلیں"

ازالہٗ اوہام صفحہ ۷۷۵ میں ہے "سورۂ بقر میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا یہ محض موسیٰ علیہ السلام کی دھمکی تھی اور علم مسمریزم تھا"

اسی کے صفحہ ۵۵۳ میں لکھتا ہے "حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندے کے معجزے کا ذکر جو قرآن مجید میں ہے وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا"

صفحہ ۶۲۹ میں ہے "ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارے میں پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست ہوئی بلکہ وہ اسی میدان میں مر گیا"

اسی کے صفحہ ۲۸ و صفحہ ۲۶ میں لکھتا ہے "قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآنِ عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے"

نوٹ:۔ قادیانی مرتد و کافر قرار دیا گیا تو انہی عبارات کی وجہ سے۔

بے معنی الہام یا وحی

(۱) آواہن (۲) اس کو چومو (۳) افسوس صد افسوس (۴) امین الملک جے سنگھ بہادر (۵) وہ بادشاہ آیا (۶) پٹی پٹی گئی (۷) تائی آئی۔ تار آئی (۸) تسبیح، تسبیح، تسبیح (۹) چوہدری رستم علی (۱۰) داغِ ہجرت (۱۱) دو چار ماہ (۱۲) راز کھل گیا (۱۳) سرنگ (۱۴) عالم کباب (۱۵) علیا بیگم (۱۶) عمر براطوس (۱۷) غلام احمد کی جے (۱۸) کمترین کا بیڑہ غرق ہو گیا (۱۹) لاہور میں ایک بے شرم ہے (۲۰) منہ کالے (۲۱) میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا (۲۲) ہماری قسمت آئیو ار (۲۳) بستر عیش (۲۴) علی باس (۲۵) لیس آئی ایم ہپی (۲۶) بعد المال ان شاء اللہ (۲۷) فتر مین (۲۸) اس کتے کا آخری دم (۲۹) ایک دانہ کس کس نے کھایا (۳۰) دس از مائی اینمی (۳۱) لائف آف پین (۳۲) وی کین وٹ دی ول ڈو (۳۳) ہی ہلس ان دی ضلع پشاور (۳۴) یو ہیو ٹو گو امرتسر (۳۵) جنازہ (۳۶) پریش، عمر براطوس، باپلا طوس (۳۷) یہودا اسکر لوطی (۳۸) ہے کرشن جی رودر گوپال (۳۹) میں اس گھر سے جانے کو تھی مگر تیرے واسطے رہ گئی (۴۰) اب تک پیچھا نہیں چھوڑتی (۴۱) الہام ۲۷ دسمبر ۱۸۹۱ء (۴۲) الہام ۱۸۹۱ء۔ ۲۸، ۱۴، ۲، ۲۶، ۲، ۱، ۲۳، ۱۵، ۱۱ (۴۳) الہام ۱۸۹۱ء۔ ۱، ۲، ۲۷، ۱۴، ۱، ۱، ۲۸، ۲۷، ۴۷، ۱۶، ۱۱، ۳۴، ۱۴، ۱۱ (۴۴) الہام ۱۸۹۱ء ۔ ۷، ۱، ۵، ۳۴، ۲۳، ۳۴، ۱۱، ۱۴، ۷، ۲۳، ۱۴، ۱، ۱، ۱۴، ۵، ۲۸، ۷، ۳۴، ۱۱، ۱۶، ۱، ۱۴، ۷، ۲، ۱، ۷، ۵، ۱، ۱۴، ۱، ۱۴، ۲، ۲۸، ۱، ۷ (۴۵) الہام ۱۸۹۱ء۔ ۱۴، ۵، ۲۸، ۷، ۳۴، ۱، ۷، ۳۴، ۱۱، ۱۶، ۱، ۱۴، ۷، ۲، ۱، ۱، ۷، ۵، ۱، ۱۴، ۱، ۱۴، ۲، ۲۸، ۱، ۷ (۴۶) غشم، غشم، غشم (۴۷) بیہوشی، پھر غشی، پھر موت (۴۸) عورت کی چال (۴۹) بریت (۵۰) غلام

احمد کی ہے۔

نوٹ:۔ یہ کُل تعداد پچاس الہام صرف بطور نمونہ عرض کیے ہیں اگر بالاستیعاب جمع کیے جائیں تو ایک ضخیم تصنیف ہو۔

الہام یا وحی کا معیار:۔ اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۰۹)

پھر یہ بھی لکھا ہے کہ ''زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں ہے جیسے انگریزی، سنسکرت یا عبرانی وغیرہ'' (نزول المسیح صفحہ ۵۷)

ایک مکتوب میں شکوہ کرتے ہیں کہ ''چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ہندو لڑکے سے دریافت کیے مگر قابل اطمینان نہیں'' (مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ ۶۸)

کیا مرزا صاحب کی ان عبارات سے یہ ظاہر نہیں ہو جاتا کہ جس کلام کو انہوں نے وحی کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ان کے اپنے قول کے مطابق غیر معقول اور بے ہودہ باتوں کے سوا کچھ نہیں۔

مرزا کے جھوٹ کے نمونے:۔ ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی مرزا احمد بیگ (سلطان محمد کی موت) کی تقدیر مبرم ہے اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی'' (انجام آتھم صفحہ ۳۱)

مرزا صاحب نے محمدی بیگم سے نکاح کی پیشگوئی کی لیکن اس کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہو گیا۔ پھر مرزا صاحب نے پیشگوئی کی کہ مرزا سلطان محمد شادی کے ڈھائی سال بعد مر جائے گا اور محمدی بیگم ان کے نکاح میں آجائے گی لیکن مرزا صاحب فوت ہو گئے اور سلطان محمد ان کی موت کے بعد دیر تک بفضلہٖ تعالیٰ زندہ رہا۔

عیسائی پادری آتھم کی موت کے بارے میں جھوٹی پیشگوئی کی کہ وہ ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء کو مر جائے گا لیکن وہ انہی دنوں زندہ رہا اور عیسائیوں نے بڑی شان و شوکت سے جلوس نکالا جس کا اعتراف مرزا قادیانی کے ایک مرید نے کیا ''میں نے امرتسر جا کر عبداللہ آتھم کو خود دیکھا عیسائی اسے گاڑی میں بٹھائے ہوئے بڑی دھوم دھام سے بازاروں میں لئے پھرتے تھے''

اندھی تقلید:۔ مرزا کا مرید اعتراف کر کے مرزا کی عقیدت سے اس کی تاویل یوں کرتا ہے ''لیکن میں اسے دیکھ کر سمجھ گیا کہ واقعہ میں یہ مر گیا ہے اور یہ صرف اس کا جنازہ ہے جسے لئے پھرتے ہیں آج نہیں تو کل مر جائے گا'' (مضمون رحیم بخش قادیانی الحکم، جلد ۵ صفحہ ۳۴)

۷ ستمبر ۱۹۲۳ء مرزا قادیانی نے اپنی موت کے بارے میں پیشگوئی کی کہ ''پس خدا مارا ہشتاد سال عمر داد یا

شاید ازیں زیادہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی (۸۰) سال کی عمر دی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (مواہب الرحمٰن صفحہ ۲۱)

ایک اور جگہ لکھتے ہیں

اور پھر آخر میں اردو میں فرمایا کہ ''میں تیری عمر بڑھادوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء میں ۱۴ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھادوں گا''

(اشتہار مؤلفہ مرزا صاحب بنام تبصرہ ۱۹۰۷ء)

پہلی بشارت کے بموجب مرزا صاحب کی عمر ۸۰ سال سے زیادہ ہونی چاہیے اور دوسری کے مطابق مرزا صاحب کو ستمبر ۱۹۰۸ء کے بعد تک زندہ رہنا چاہیے تھا لیکن دونوں پیشگوئیاں غلط ثابت ہوئیں اور مرزا صاحب مئی ۱۹۰۸ء میں ۶۸ سال زندگی گزار کر راہی ملکِ عدم ہوئے۔

جن پیشگوئیوں کا یہاں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک پیشین گوئی مرزا صاحب نے بڑی طمطراق سے پیش کی لیکن وہ پیشگوئی پوری نہ ہوئی اور مرزا صاحب خود اپنے قول کے مطابق جھوٹے قرار پائے۔

غور فرمایئے مرزا صاحب نے اپنے اشتہاری اقرار میں تین باتیں کہی تھیں

(۱) ہیضہ میں مرنا خدا کی سزا ہے۔ (۲) اگر مرزا صاحب مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں فوت ہوگئے تو وہ مفتری اور کذاب ہیں۔

(۳) اگر مولوی ثناء اللہ پر ان کی زندگی میں ہیضہ نہ آیا تو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔

لیکن مرزا صاحب ہیضہ میں مبتلا ہو کر مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں فوت ہوگئے اور ثناء اللہ پر ان کی زندگی میں ہیضہ نہ آیا۔ اب ہم قادیانی حضرات سے گزارش کرتے ہیں کہ آپ مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں یا جھوٹا؟ اگر جھوٹا سمجھتے ہیں تو جھوٹے شخص کی نبوت سے دستبردار ہوجائیں اور اگر سچا سمجھتے ہیں تو ان کی عمر کی آخری بات کو تو مان لیجئے کہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہیں کیونکہ مولانا ثناء اللہ پر ان کی زندگی میں ہیضہ نہیں آیا اور یہ کہ وہ کذاب اور مفتری ہیں کیونکہ وہ خود مولانا ثناء اللہ کی زندگی میں فوت ہوگئے اور یہ کہ وہ بصورتِ ہیضہ خدا کی سزا میں مبتلا ہو کر فوت ہوئے۔

قادیانیوں کو دعوتِ اسلام :۔ کسی شخص کے مسلمان ہونے کے لئے جس قدر باتوں کو ماننا ضروری ہے وہ سب امور قرآنِ کریم نے بیان کردیئے ہیں۔ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کی بعثت بھی ہوتی تو قرآن میں اس کا ذکر ہوتا اور جب قرآنِ کریم میں حضور کے بعد کسی نبی کی بعثت کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔ آخر جن چیزوں کے ماننے سے صحابہ کرام اور خیر القرون کے اخیار مومن ہوگئے ان

چیزوں کا ماننا آج کیسے ناکافی ہوگیا۔ کیاان کا اسلام اور تھااوراب کوئی اور اسلام ہے؟ اگر ہم قرآن کوناقص اور اسلام کوناتمام دین نہیں مانتے تو ہمیں ماننا ہوگا کہ قرآنِ کریم نے جن چیزوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے ان کے سوا کسی اور پر ایمان لانا جائز نہیں ہے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی نبوت چونکہ قرآن کا مامور نہیں ہے اس لئے ان کو نبی ماننا قرآن، ایمان اور اسلام سب کے مخالف ہے۔

یادرکھئے نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی نبی ہوتے تو صحابہ کرام سے افضل ہوتے کیونکہ وہ نبی نہ تھے اور قرآن بتلاتا ہے کہ صحابہ کرام کے بعد آنے والے لوگ ان سے افضل تو کجا ان کے برابر بھی نہیں ہوسکتے۔

سوال :۔ اگر اس امت کے لئے بالکلیہ نبوت کا انقطاع تسلیم کرلیا جائے تو یہ اس کی سخت توہین ہے کیونکہ سابقہ امم نبوت کا شرف پاتی رہیں اور یہ امت محروم رہے۔

جواب :۔ اس امت کے کاملین کمالاتِ نبوت سے محروم نہیں بلکہ کمالاتِ نبوت میں سے ان کو حصہ وافر ملا ہے البتہ آپ کے بعد عہدۂ نبوت کسی کو عطا کرنے میں چونکہ سرورِ کائنات، فخر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان ہے اس لئے عہدۂ نبوت کسی کو نہیں دیا گیا۔

چند احادیث ملاحظہ ہوں

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک طویل حدیث کے ذیل میں روایت فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تمام امم سابقہ ہمارا احترام کریں گی اور کہیں گی

كَادَتْ هَذِهِ الْأُمَّةُ أَنْ تَكُونَ أَنْبِيَاءً كُلُّهَا ۔ (مسند احمد بن حنبل، کتاب ومن مسند بنی هاشم، باب مسند عبداللّٰہ بن العباس بن عبدالمطلب عن النبی صلی اللہ علیه وسلم ،جلداول صفحہ ۲۸۱ حدیث ۲۵۴۶ ناشر مؤسسۃ قرطبۃ القاھرۃ) یہ امت بلحاظ کمالات سب کے سب انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔

فائدہ :۔ حضرت حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصائص کبریٰ صفحہ ۱۶ میں یہی مضمون حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بحوالہ توریت وانجیل نقل کیا ہے اور کنز العمال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ نے چند صحابہ کے متعلق فرمایا کہ

کادوا أن یکونوا أنبیاء ۔ (کنز العمال، فصل الاول فی حقیقة الایمان ،جلداول صفحہ ۲۷۵ حدیث ۱۳۶۴ ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت) یعنی یہ لوگ باعتبار کمالاتِ انبیاء ہونے کے قریب ہیں۔

فائدہ :۔ احادیث سے ثابت ہوا کہ یہ امت کمالاتِ نبوت میں تمام پہلی امتوں سے بھی بہت آگے ہے اور عہدۂ نبوت کا

نہ ملنا چونکہ اس امت کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو بڑھاتا ہے اس لئے یہ بھی درحقیقت اس امت کے لئے افضلیت کا باعث ہے نہ کہ محرومی وتوہین کا۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخَلِّفَ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لَهُ عَلِيٌّ مَا يَقُولُ النَّاسُ فِيَّ إِذَا خَلَّفْتَنِي قَالَ فَقَالَ مَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِي ۔(مسند احمد بن حنبل، کتاب مسند المکثرین من الصحابۃ ، فصل مسند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ جلد۳ صفحہ۳۳۸ حدیث۱۴۶۷۹ ناشر موسسۃ قرطبۃ القاھرۃ)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب (غزوۂ تبوک کے موقع پر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مکان پر چھوڑ دیں اور جہاد میں نہ لے جائیں تو حضرت علی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ نے مجھے چھوڑ دیا تو لوگ کیا کہیں گے (کہ جہاد چھوڑ کر بیٹھ گئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تمہارا مرتبہ میرے ساتھ ایسا ہو جیسا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے (یعنی جیسے موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جانے کے وقت حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے پیچھے چھوڑ گئے تھے اسی طرح تم میرے پیچھے رہو) مگر (اتنا فرق ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے) اور میری نبوت کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا (اس لئے تم بھی نبی نہیں ہو)

فائدہ:۔اس حدیث سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ جیسی نبوت ہارون علیہ السلام کو ملی تھی وہ بھی منقطع ہوچکی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہارون علیہ السلام کی نبوت شریعت مستقلہ کے ساتھ نہیں تھی بلکہ شریعت موسویہ کے اتباع اور احکام تورات کی تبلیغ کے لئے تھی لہٰذا ثابت ہوا کہ جس کو مرزا صاحب غیر تشریعی نبوت کہہ کر باقی رکھنا چاہتے ہیں وہ بھی اس حدیث کے حکم سے ختم اور منقطع ہوچکی ہے۔ بطورِ نمونہ اتنا کافی ہے خلاصۂ کلام یہ کہ نبوت ختم ہوچکی مرزا قادیانی کا دعویٰ محض زٹلیات ہیں۔ ہم نے اہل اسلام کو آگاہ کردیا اگر کوئی خود جہنم میں چھلانگ لگاتا ہے تو ہم کیا کرسکتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

وصلی اللّٰہ تعالٰی وسلم علٰی حبیبہٖ الکریم الامین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

☆☆☆☆☆☆